

ڈاکٹر محمد رفیع الدین

اسلام

کا

نظریہٴ تعلیم

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)



ادارۂ ثقافت اسلامیہ

کلب روڈ - لاہور

اسلام کا نظریہء تعلیم

از

ڈاکٹر محمد رفیع الدین

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

اے بھٹی دیکھاں دل پختہ  
اکہمے غرض رافتا خستہ

# اسلام کا نظریہ تعلیم

ڈاکٹر محمد رفیع الدین

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

ادارہ ثقافت اسلامیہ  
کلب روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

toobaa-clibrary.blogspot.com

جلد اول ۱۹۵۵  
جلد دوم ۱۹۵۵

مفت اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا  
ابوالحسن علی Nadwi مدظلہ العالی  
چند سال قبل مفت اعظم کے لیے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے اکثر اہل ہر تعلیم کا خیال ہے کہ مذہب کو تصیم سے الگ  
رہنا چاہیے۔

گراں میں سے بعض اعلیٰ طور پر مذہب اور تعلیم کے اتحاد کی حمایت بھی  
مغرب اور تعلیم کا کرتے ہی تو فقط اس خیال سے کہ مذہب کے  
مغربی مغربی تصور کے مطابق میں عوام کے جذبات اور رجحانات کی حق  
فہم نہیں وہ ان کو نہیں جانتا ہے کہ اصل طور پر مذہب کو تعلیم سے  
کئی ملازمت نہیں۔ بلکہ انھوں نے یہ خیال مغرب کے اہل تعلیم سے  
منتقل کیا ہے کہ چونکہ مغرب کے اہل تعلیم بھی اصل طور پر مذہب اور  
تعلیم کو ایک دوسرے سے الگ دیکھنے کے عادی ہیں۔ چنانچہ مغرب کے  
تعلیمی اداروں میں کہیں بھی مذہب اور تعلیم کا جو نہیں۔

مغربی فکر کا نتیجہ ہمارے لیے کوئی نئی بات نہیں۔ گو یہ سچ ہے کہ ہر  
مغربی تصور غلط نہیں جوتا لیکن غلط سے ہماری یہ حالت ہے کہ ہم  
مغرب کے سب سے اور اعلیٰ تہذیب سے مغرب میں اور مغربی افکار و آراء کو  
تفصیل اور تحقیق کے بغیر قبول کر کے عادی ہو گئے ہیں۔ شاید اس میں  
ہمارا تصور بھی نہیں کیا کہ مغرب کے افکار و آراء ایک سطح کی تعلیم

جس میں دنیا کی ہر قوم متفق ہو چکی ہو۔ یہ سچا اور ہم بھی ان کے ساتھ اس سبب میں بے اختیار رہ رہے ہیں۔

لیکن تعلیم کا سادہ اس قدر اہم ہے کہ ہمیں اس کی سبب سے کی کوشش کرنی چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ اگر ہم اس ملک میں اپنا نظام تعلیم ترتیب کرتے ہوئے مذہب کو تعلیم سے الگ نہ کریں تو کیا خالص علم اور عقلی نقطہ نظر سے ہمارے پاس اس کے لیے کوئی وجہ ہوا بھی ہو جو وہی کہ ہم فطرتی حکم کی اقتضائے کرتے ہیں۔ چونکہ اس خیال سے کہ یہ لوگ جرات کئے ہیں صحیح ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم مذہب اور علم کے امتزاج کے اصول کو سارے عقیدات سے الگ ہو کر عقلی علم اور عقل کے اعتبار پر پرکھنے کی کوشش کریں تو ہمیں نظر کرنے کا یہ اصول قلعہ غلط ہے اور عقلی قریب اسے غلط اپنے مخصوص حالات اور اپنی ضرورت سمجھائی اور نہ اپنی ضرورتوں اور کو کامیابی کی بنا پر ایک جتنی پائی اصول سمجھنے اور عملی طور پر اسے اختیار کرنے کے لیے مجبور ہو جاتی ہیں۔

ہمارے یہ ناہم پر تعلیم اس بات کو نظر انداز کر جاتی ہے کہ فلسفہ تعلیم

نظریہ تعلیم فطرت انسانی علم کو کرنی ایک شعبہ نہیں جس کا مذہبی عقیدت اور عقلی مسئلہ ان کی بنیاد ہے

کیا یہی ہو بلکہ وہ فلسفہ اخلاق اور فلسفہ میں صحت کی طرف ہمارے نظریہ انسان و کائنات کا ایک عکس ہو رہا ہے۔ لوگ انسان اور کائنات کا جو قصہ روا کرتے ہیں اپنا نظریہ تعلیم بھی اسی سے اخذ کرتے ہیں۔

وہ انسانی زندگی کا جو مقصد قرار دیتے ہیں اپنی تعلیم کا مقصد بھی وہی جو رہ سکتے ہیں۔ ہر قوم کا نظریہ زندگی الگ ہوتا ہے۔ لہذا ہر قوم کا نظریہ تعلیم بھی الگ ہوتا ہے۔ ہرگز غرض عالم صحت سے ان نظریات زندگی سبب سے کہ نظریات تعلیم میں بہت سے ہیں۔ ہر ان نظریات زندگی سبب سے نہیں ہو سکتے بلکہ ان میں سے صرف ایک صحیح ہو سکتا ہے اور وہ وہی ہوگا جو صحیح نظریہ زندگی پر مبنی ہوگا۔ جب تک ہمارا نظریہ زندگی غلط ہے تو ہم تعلیم کا صحیح مقصد نہیں جان سکتے اور نہ تعلیم کا صحیح مقصد سمجھیں کر سکتے ہیں۔ وہ اصل نظریہ زندگی، نظریہ کائنات، مقصد زندگی اور مقصد تعلیم ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں جنہیں ہم کسی خاص طور پر سمجھتے ہیں بلکہ ہمیں حاصل ہو رہا اور ان کا مقصد حقیقت انسان کے علم سے وابستہ ہے۔ اگر ہم جانیں کہ انسان کی فطرت کیا ہے تو اگر ہم نے جان لیا کہ انسانی فطرت کائنات سے کس نظریہ زندگی، صحیح مقصد زندگی بلکہ تعلیم کی تعلیم کی ہے تو پھر کیا فطرت انسانی کو شکلیں سے کہنے کے لیے ہم غریب کے ہیں اور ان کی کمپاریشن میں سارے ہی کوئی امتزاج نہیں بلکہ اگر غریب کے سارے دانا اور تخم اس سلسلے میں ہماری دانا کی کہیں تو ہم غرض سے ان کی دانا کی قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن وہ جو اسے قوی و شاک ہیں کہ فطرت انسانی کے متعلق ان کی واقفیت غلط ہے۔ ایک محکمہ وہ ہے۔ میکڈوگل (McDougall) جیسا کہ وہ امریکی سیاست دان ہے۔



ان کی رائے کے وقت کیا ہو سکتی ہے اور ہمارے لیے کیرنگر مائز ہو سکتا ہے کہ ہم ان کی رائے کو رد نہیں کریں۔

بوسپ کے حکمرانے تعلیم نے مقصد تعلیم کے متعلق جو رائے دی کی ہے، اس سے علوم پر چھا ہے کہ اس موضوع پر ان کے خیالات کس قدر گہری ہیں۔ ایک کتاب ہے کہ تعلیم کا مقصد سیرت کی تعمیر ہے۔ دیکھا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو ایک مکمل زندگی بسر کرنے کے لیے تیار کیا جائے۔ تیسرے کے خیالات کے مطابق اس کا مقصد ایک تہذیب و تمدن ہے جس میں ایک تہذیب و روح پیدا کرنا ہے، چوتھے رائے کے مطابق تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی فطرت کے اعلیٰ ترین ممکنہ کو تصور میں لایا جائے۔ لیکن جب یہ چھا جاتا ہے کہ سیرت کی تعمیر کس طرح ہوتی ہے اور تہذیب و سیرت کے لوازمات کیا ہیں، یا ایک مکمل زندگی کے کتنے ہیں اور اس کے بسر کرنے کے طریقے کیا ہیں، یا ایک تہذیب و تمدن میں ایک تہذیب و تمدن چاہی کہ پیدا ہوتی ہے اور ایک تہذیب و تمدن میں سے مراد کیا ہے، یا انسان کی فطرت کے اعلیٰ ترین ممکنہ کیا ہے اور اس کا تصور کس طرح ہوتا ہے تو ان کے جوابات ایک دوسرے کے اس قدر مخالف ہوتے ہیں کہ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ انفر تعلیم کا مقصد کیا قرار دیا جائے۔ (ڈاکٹر کینگ (Dr Keatings) کا کہنا ہے کہ تعلیم کے مقصد کا تعین کرنے کی یہ تمام روشیں بے فائدہ ہیں کیونکہ ان لوگوں کی طرف سے جو مطلب چاہتے ہیں وہ یہ ہے۔

انگلتان کے ایک سماجی سائنس دان (Sir Percy Nunn)

tooba-elibrary.blogspot.com

سر پرسی کی تعریف کے تحت اس کے کتاب پر جو کتب خانہ لارڈ شائین کے تحت اس

First Principles میں کاوش کی گئی کہ وہ مقصد تعلیم کی ان تعریفوں سے بڑا تر ہو کر کوئی ایسی تعریف کہے جس کے تحت اس سے جڑا ہو۔ چنانچہ شائین کی جگہ کے بعد اس نے جو تعریف کی وہ یہ تھی کہ تعلیم کا مقصد انسان کی انفرادیت (Individuality) کی آزادانہ نشوونما ہے لیکن اگر خود سے دیکھا جائے تو سر پرسی کی یہ تعریف بھی ایسی ہی اصل اور بیکار ہے جیسی کہ دوسری اور یہ بیان کہ جوئی تعریفیں اس کے کمر چڑھاؤ اپنی ساری کتاب میں کہیں نہیں پاتا تا کہ انفرادیت سے اس کی مراد کیا ہے اور انفرادیت کی آزادانہ نشوونما کیا ہے مگر جوتی ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کیا ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ، اگر یہ اور ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ وہی کی انفرادیت کی نشوونما ایک جیسی ہوتی ہے، اگر جوتی ہے تو پھر اس کی وجہ کیا ہے کہ ان کی فرض مشائس، انصاف، سچائی، آزادانہ اور اس میں دوسری اقدار حالت کے متعلق دونوں کے نقطہ رائے نظر میں تبدیلیاں نہیں سمجھ رہے ہیں ان تک کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو ٹکرائی، فرض شناسی انصاف آزادانہ اور سچائی کے اوصاف سے بے ہر جگہ ہے۔ اگر ان کی انفرادیت کی نشوونما ایک جیسی نہیں ہوتی، تو فرق ان گناں پر کیا ہے اور کیوں دونوں میں سے ہر ایک دوسرے پر لازم نہ ہے کہ اس کی انفرادیت کی نشوونما آزادانہ طور پر نہیں ہوتی۔ ان اشخاص کی گفتگوں کے سوا یہ حادانہ نظام میں مگر

طبقہ کے کسی سبب کا مقام جو ہے اور اسی طرح سے سربراہیہ دے گئے ہیں کہ مشترک ان نظام میں ممکن طبقہ کے مساواتی سبب لوگ نظام جو ہے ہیں۔ اگر یہ اصول صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہاں کہ وہ فی الواقع بھی اور نظام تسلیم ہے اگر کہ ہر آزاد انسان اپنے مقصد کے حصول کے لیے اپنی مرضی سے اپنے آپ پر یا چند یاں حالت کرنا ہے اور مرضی سے جانے کہ ہر آدمی چاہے اس کی آزادی میں غلطی پیدا نہیں کرے جس تو یہ اس بات کا نتیجہ نہ کہنے کے لیے ہمارے پاس کیا اصول ہے کہ اگر آزاد لوگ کسی کی ہے اور مجبوری آزادی کسی کی ہے۔ سربراہی اس کے متعلق کہ نہیں کہتا۔

سربراہی حق تسلیم کرنا ہے کہ جب تک ہم زندگی کا نصب العین متعین نہ کریں، ہم تسلیم کا نصب العین متعین نہیں کر سکتے۔ اس سے ہم یہی کہہ سکتے تھے کہ وہ ہمیں زندگی کا اور تعلیم کو ان کا نصب العین بنائے گا جس سے باہر تعلیم کو صحیح راہ نامی حاصل ہو سکے گی اور ہم انفرادیت کی اس آزاد نشہ و نا کا فاس ہو گا جس کا وہ خواہش مند ہے جس کی شکل یا تعلیم کا کوئی صحیح نصب العین متعین کرنے کی بجائے وہ ایک میں ہوتا کہ ہے جو اس کی شہرت کے ایک باہر تعلیم کی شان کے متعلق نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ آزاد زندگی کا کوئی مخصوص نصب العین ہو رہا ہے اور یہ تعلیم کہ جبکہ ہر فرد بشر آزاد ہے کہ اپنی زندگی اور اپنی تعلیم کے لیے جو نصب العین چاہے اختیار کرے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے :  
- نام انہما کے یہ تعلیم کا کوئی ایسا نصب العین ضرور نہیں کیا جاسکتا

toobaad-eilibrary.blogspot.com

جو زندگی کے کسی خاص نصب العین کے تحت جو کہہ کر دیا گیا ہے یا نہیں تسلیم ہی ہے کہ انہما کے

ایک قسم میں نصب العین کی مقبول کیا تو اس سے طالب علم کی آزادی کی تعلیم سے محال نہیں

نشہ و ناہ ہو سکے گی۔ لیکن ہم اس سے یہ چاہتے ہیں کہ کیا کسی نظام تعلیم میں یہ ممکن ہے کہ یہ طالب علم کو ہر ایک نصب العین کے لیے مستعد رکھا جائے۔ ہر نظام تعلیم کو قوم سے متعلق نہ کہتا ہے کیا دنیا میں کوئی قوم ایسی ہے کہ جس کا آزاد کا کوئی مشترک نصب العین نہ ہو اور جس کے افراد میں سے ہر ایک یہ ثابت ایک نصب العین رکھتا ہو۔ اگر کوئی قوم ایسی ہے تو وہ افراد کے انفرادی کے بغیر وجود میں نہیں آتی و پھر وہ کوئی نصب العین یا حقیقت ہے جو اس کے افراد کو خدا اور ظلم کے ایسا ایک قوم کی شکل دیتا ہے اور ہی کے متعلق عمل کے تمام شعبوں میں وحدت پیدا کرتا ہے۔ اگر کوئی حقیقت ایسا ہے تو وہ یہاں کی زندگی کے لوگوں کی تعلیم کا نصب العین ہے اور اگر ان کے ہاں ایسا اعتقاد یا حقیقتہہ کوئی نہیں تو پھر ظاہر ہے کہ وہ قوم ایک قوم نہیں ہوگی۔ بلکہ ایسے افراد کی ایک ایجنڈا ہوگی جو زندگی کے کسی قسم میں متحد ہو سکتے ہوں۔ لیکن افراد کی ایسی ایجنڈا نہیں کہیں ہر فرد کا اور نہ ہو سکتا ہے۔ ہر فرد انسان جو اپنی ہی زندگی کی طرح بلند و گراں زندگی کی طرح یہ قدم رکھتا ہے اور اپنا تمام انفرادی عقیدہ و گمان



مل کر ایک جماعت بنانا ہے۔ نصب العین حیات کی بنا پر جماعت بندی کا انسان کی فطرت ہے۔ بچہ وہ ہے کہ ہمیں دنیا میں نصب العین جانتیں نظر آتی ہیں۔ نصب العین افراد نظر نہیں آتے۔ جب ہر قوم ایک مخصوص نصب العین کے تحت اپنی مادی زندگی بسر کرتی ہے تو اس طرح ہر ملک ہے کہ وہ کوئی ایسا نظام تعلیم کو اپن کرے جو اس نصب العین حیات کی پیدلاند ہو۔ یہاں نظام تعلیم اس کی کوئی ضرورت کو پرکار سے گا۔

ہر نظام تعلیم ہمیشہ ایک بڑے نظام کا جز ہوتا ہے جس کے بیروں جس کے رنگ و روحوں میں آئی نہیں سکتا اور یہ نظام ہی جماعت ہوتا ہے اور ہر ریاست ایک مخصوص نصب العین جماعت پر مبنی ہوتی ہے اور وہ بعضی وجوہ میں نہیں ہو سکتی۔ لہذا اگر اس مخصوص نصب العین کو روکنا مست اور ممان ہو جو کہ نظام تعلیم میں داخل نہ ہو گیا ہائے قیام بھی وہ ایک مخصوص نصب العین پر قائم ہو جائے اور وہ وہی نصب العین ہوتا ہے جو اس کے بنائے اور پہلے کے ممالک کا نصب العین انسانی کی قوم کا نصب العین ہو گیا ہے اور وہی نصب العین استعماری ہے وہ قیاموں، حدود کے مینجروں، سپیشلسٹروں، انجینئروں، وائیکٹروں، ڈاکٹرکلوں اور نقاب کے موزیکلوں کی زندگی کے اندر سے چلے سکی مادی اعتباراً اور پھر ان کے ذہن سے طالب علم کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے اور پھر وہ نصب العین اس نظام تعلیم کو محدود میں رہا جو، چونکہ یہ ایک قوم کا نصب العین ہوتا ہے اس لیے وہ طالب علم کو حد تک انسانی سے باہر ہو کر ہمارے اندر اور ملک کے

۳  
ہلے تا شکر تہمتا ہے۔ اگر طالب علم اس نصب العین کے اثرات سے نکلی جائے اس کے دل میں اس کی خدیجیت پیدا ہو جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے اس کے اندر ایک شخص ہو گا کہ جب تک وہ حد سے کہلائے اور حد سے باہر نہ ہو گا تو یہ توکل اور ہرگز اس کے احساس ہند ہند قوت کے طور پر پیدا ہے جس انداز کے لیے دیکھنا، سننا، محسوس کرنا سہج ہو جائے گا نہیں ہوا گا۔ یہی ہے حقیقت حقیقی، قوی اور ناقابل غفلت مخصوص نصب العین اثرات کے باوجود کوئی باہر تعلیم نہ کہتا ہے کہ اس نے طالب علم کو ایک مخصوص نصب العین کی تعلیم نہیں دی تو اس سے بڑا وہ بغیر ہی اور غلط نہیں اور کیا ہوگی۔

جب ایک مخصوص نصب العین کی تعلیم کے بیروں انہیں تو پھر ضروری ہے کہ ہر تعلیم دیکھے کہ جو مخصوص نصب العین طالب علم کی تعلیم حیات کی بنیاد ہے وہ اچھا ہے یا برا اور اگر بُرا ہے تو طالب علم کو اس کے اثرات سے محفوظ رکھنے کا احتیاج ہے۔ دیکھیں وہ ایک بہت سے اور ان نصب العین کے اثرات کو اس وقت تک روک نہیں سکتا جب تک کہ وہ ایک ایسے نصب العین کے اثرات کو ان کو بڑے سوشلزم میں نہ لائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے ضروری ہو گا کہ وہ ایک سوچا سمجھا مخصوص نصب العین اس کے سامنے رکھے تعلیم ایک مثبت عمل ہے مطلقاً اس میں حکم کے لیے کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ طالب علم کو لکھ کر دے کہ آج دیکھ کر دے کہ آج ضروری ہے کہ ہم فیصلہ کریں کہ ہمیں طالب علم کو کس مخصوص

نفسانی تعلیم کے تحت تربیت دینا چاہیے۔

سر پر ہی نہ کا یہ خیال ہی عجیب و غریب ہے کہ وہ گھنٹہ بے گھر اور  
 قوراندگی یا تعلیم کا کوئی نصب العین اختیار کرے اس کی  
 ایک عجیب خیال انفرادیت کی نشوونما ایک پرہیز جوئی - ظاہر ہے کہ  
 اس کی مثال میں ایک تعلیم یافتہ اگر بڑا اور ایک تعلیم یافتہ دوسری کی انفرادیت  
 کی نشوونما ایک سے نہیں ہوتی ورنہ انفرادیات کے تعلق میں کے نقطہ  
 نظر میں تضاد نہ ہوتا۔ لہذا اگر صفوں میں سے ایک کی انفرادیت کی نشوونما  
 کسی طور پر ہوتی ہے تو دوسرے کی صحیح طور پر نہیں ہوتی اگر نہ انفرادیت  
 مستور میں ہی انفرادیت کی نشوونما ایک ہی جیسی ہوتی ہے تو پھر کہ میں  
 نہیں آتا کہ سر پر ہی نہ کے ہی ایک انفرادیت کی نشوونما کے منہ کیا ہیں یہ  
 میرا معلوم ہوتا ہے کہ سر پر ہی نہ کا خیال یہ ہے کہ جس نصب العین کو  
 بھی آتا وہ ان طور پر اختیار کر لیا جائے وہ صحیح ہوتا ہے اگر آتا وہ اختیار دے  
 ایک عجز عمل میں آتا ہے جس سے ایک خطہ نصب العین خود بخود ہی ہوتا  
 ہے۔ اگر اس نے کہا ہو گا کہ اگر ایک خطہ نصب العین اختیار کر لیا جائے گا  
 تو چونکہ اس کی خامیوں کی نسبت کے بعد آشکار ہوتا نہیں گی اس کا اختیار  
 کرنے والا خود بخود مجبور ہو گا کہ اسے ترک کرے ایک نصب العین اختیار  
 کرے اور اس طرح آئندہ کاروائی نصب العین کیسے کیا جائے گا لہذا کسی  
 بیرونی مداخلت کی ضرورت نہیں قیامت کہ میں یہ کہتا ہوں کہ کسی شخص کی تربیت  
 کتاب کی بلکہ اس بات کا خوب بھگتا ہے کہ اس شخص کے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ اپنے

شہر و دیوں کو تحریکات کے ذریعہ و گرم پر چھوڑ دے اور پھر توجہ رکھے کہ وہ اپنی  
 راجہائی خود بخود دیکھ کر لے۔ جب اپنے اختلاف قیادت کی تعلیم کے واسطے میں لگا  
 دے کہ کرتے ہوئے دوکتا ہے۔

• اگرچہ یہ صحیح ہے کہ بچوں کے نفسی رویہ ذاتی بلکہ لڑکچہ پن میں  
 رکھتے ہیں لیکن اس سے یہ توقع رکھنا غلط ہے کہ وہ زندگی کے ہر شکل میں  
 کو جیسے حل کرنے سے جس شخص میں اس میں خاص اور دنیا کی قانون ترین قیادت  
 عاجز رہی ہیں اس کی بروائی مسئلہ کے بغیر خود بخود حل کر سکیں گے۔ ضروری ہے  
 کہ ایسی صورت میں اس کی انفرادیت کا بنیادی اضافہ تعلیم کی روشنیوں میں کر دینا ہے  
 آخر کار تعلیم کی جستجو کریں اور جب تک اس سے باز نہیں رہیں گے نہ تعلیم میں شکوک  
 انسان کی اہم نگاہ کو اسے اس کے اپنے آپ پر نہ ہی انسانی کے نظام کی اس صورت  
 مدت میں ظاہر کرتی ہے کہ تعلیم کی روشنی میں خود بخود نہیں ہے اور کس کثرت کے ساتھ  
 اس کا نتیجہ نمایاں ہوتا ہے۔

لیکن اگر مصنف کا خیال یہ ہے کہ اختلاف قیادت کی تعلیم کے مسئلہ میں  
 طالب علم کو بیرونی اثر کی ضرورت ہے تو پھر میں بتایا جائے گا کہ بیرونی  
 افراد کو جس کے اختلاف کی طرف رجحان ہی کرے گا ہر شخص کے فرض کا  
 معلوم رنگ ہے۔ لیکن ایک اضافی چیز ہے اور اس کے علوم کا دار و مدار  
 زندگی کے اندر تعلیم پر ہوتا ہے جس سے وہ اختلاف کا جائز ہے ہر نصب العین  
 کی شکل ایک ہوتی ہے تو پھر ہم جس علم کو کوئی ہی شکل کی تعلیم دیں۔ اگر ہم  
 اس بات کا قیام نہ ملے پھر بڑی قویاں برقرار کر سکتے ہیں کہ مسلم نصب العین

اور اس سے پیدا ہونے والی نیکو کائنات ہر حالت میں برکتی ہو گا۔ یہ کتاب ہے  
 کہ ہر مسئلہ کا تعلیمی حیات اور نیکو کائنات کا تصور رنگ ہو۔ جب سر پرستی  
 مجبور ہو کر طالب علم کی بیرونی راہنمائی کے لیے نیکو کائنات کی سیدہ یا غلام  
 تصور کریں گے تو وہ طالب علم پر ایک مخصوص نظریہ حیات مسلط کرنے  
 کا وہی انتظام کر دیں گے جس سے وہ مجبور ہے۔

غرض سر پرستی کا یہ خیال درست نہیں کہ نہ زندگی کا کلی تعلیمی  
 نصب العین ہونا چاہیے اور نہ تعلیم کا۔ کیونکہ ایک مخصوص نصب العین  
 کی تعلیم سے اگر یہ کسی حالت میں بھی ممکن نہیں ملتا سمجھتے اس کے کہ  
 اس مخصوص نصب العین کا انتخاب طالب علم کی غیر تربیت یافتہ اور ناقابل  
 اعتماد رجحانات یا اسقاطات پر چھوڑ دیا جائے اور ہرگز بھی وہ اچھا ہر اور  
 کبھی برا، یہ جتر ہے کہ ماہر تعلیم خود اپنے سوچے بچار سے اس کے لیے  
 ایک خاص نصب العین منتخب کر دے تاکہ اس نصب العین کا اثر نہ غلط  
 تعلیم میں سراپت کرے اور وہی طالب علم کے ذہن پر مسلط ہو اور کوئی نیکو  
 نصب العین جسے وہ غلط یا ناقابل سمجھتا ہے اس کی جگہ نہ لے سکے۔ اگر  
 ہم اپنے نظام تعلیم کو جان بوجھ کر کسی اچھے نصب العین پر قائم نہیں کریں گے  
 تو وہ خود بخود کسی بُرے نصب العین پر چڑھتی ہو جائے گا جس کا اثر ملامتی ہو  
 عام ہوگی۔ یہ حقیقت اکثر نظر انداز کر دی جاتی ہے کہ تعلیم کے بعد میں  
 غیر جانبدار ہونا ناممکن ہے۔ ہم مجبور ہیں کہ تعلیم کا اچھا یا سست اختیار  
 کریں یا بُرا۔ ان دونوں کے درمیان کوئی تیسرا راستہ نہ اچھا ہو

نہ ہر امکان نہیں۔

دوسری سر پرستی اور اس جیت و ہمت سے منور یا بیرون تعلیم کو  
 تعلیمی حیات کی وقت ہے۔ جبکہ وہ نیکو کائنات کے احکامات سے  
 حیات کے غیر جانبدار ہیں۔ میں صحیح نصب العین کے لیے رہنمائی  
 برقرار رکھتے ہیں کہ ہر بار نصب العین کی جگہ نہ جب تک ہر بار نصب العین  
 نصب العین میں تبدیلی نہ لگے کہ یہ کوئی مستقل عمل ہوگا۔ ہر ناممکن کے  
 دھوکے کی تہ نہیں کر سکتے۔ لہذا انہوں نے غلطی کا عمل نہ کیا ہے کہ  
 مقررہ کو ہر وقت سے ہی چاہتے تھے اور ہر نصب العین چاہتے تھے۔  
 لیکن اس غلط فہمی پر جو وہ تیار تھے یہ رہا ہے کہ وہ اسے غلطی کا شکار  
 کے لیے کافی ہیں۔ اگر سر پرستی اور اس جیت و ہمت کو ایک نصب العین  
 حیات یا صحیح نصب العین تسلیم نہ کریں تو اس شخص کا نیکو کائنات نہ ہو سکتا ہے کہ  
 ہر نصب العین کو تسلیم کر لیا جائے تاکہ۔ غرض اس سے ہر نصب العین  
 نیکو کائنات ہے اور نہ ہی ہر وقت ہے۔

مگر خیال میں غلطی نہ ہو کہ زندگی کا کوئی ناقابل تعلیمی  
 نیکو کائنات ہے۔ یہ کتاب کا انتخاب اور تعلیمی حیات سے ہر ناممکن ہے۔ ایک  
 نصب العین منتخب ہو جائے تو صحیح نصب العین ہو سکتا ہے۔ یہ صحیح نصب العین  
 کا چاہنا ہے غلط یا سیر جانبدار۔ ہر ناممکن اور ہر ناممکن ہے۔ اس کا  
 نصب العین اس وقت ہے۔ اس میں کوئی غلطی یا بیرون تعلیم کی نہ  
 کے لیے بھی برداشت نہیں ہے۔ اور اسے غلط فہمی کے لیے یاد ہو جائے









آج ہمارے خیالی دنیا میں یہ باتیں کہہ کر لوگ ہنس کر رہ جائیں گے۔  
 (Vibrations) جو ہر چیز پر ہوتا ہے۔ یعنی اس میں خدا جس کی آواز ہے۔  
 اس قسم کی ہلچل کی ضرورت کو وہ انکار کرتا ہے۔ ہم اسے ہضم کر کے  
 چھانڑ جاتا ہے اور اس حالت میں جو قوت حاصل ہوتا ہے۔ خود کا  
 گواہ بننا۔ یہ دنیا کی باتیں ہیں۔ یہ تو بہت گہرے کے لیے ایک اچھا  
 کاغذ ہے۔ جس کی نسبت ہم دیکھ کر اس پر غور کیا کرتے ہیں۔  
 (disturbance of beauty) اس کا مطلب ہے کہ اس کا ہر ایک  
 موجود ہر چیز کی آواز ہے۔ اس کا ہر ایک گوشہ ہر ایک گوشہ ہے۔  
 ہر ایک گوشہ ہر ایک گوشہ ہے۔ ہر ایک گوشہ ہر ایک گوشہ ہے۔

خود کی صحت اور دولت کے لیے لادھاروں میں کسی حیثیت پر جانے  
 بیگانہ کی صحت اور دولت کے لیے غذا کے بغیر نہیں کہتے جس میں  
 ضروری چیزیں کے بغیر وہ نہ کھاتا جس میں لادھاروں اور مالکین  
 میں کچھ بڑی فرق نہیں ہے بلکہ وہ عزت و محبت کے ساتھ  
 اس طرح غذا کا اہم کام کرتے اور وقت کے فرق میں نہیں جھگڑتے

تصور کا تصور۔ سوچوں کی  
ترجموں کا ترجمہ ہے۔

فضائل نہیں چرکتے۔ بلکہ وہی ہو سکتا ہے جو خودی کے لغوی معنیاتی  
مذاہب میں کھلے وصاف نہیں کے سبب سے خودی کا تمام معنیاتی مضبوط  
کوپر کر سکے۔ انسانی خودی کے تقاضائے اس کو جو بد مذہبوں پر کرتے  
وہاں تک نقصان رسوں اس کو ذاتی خودی کا نقصان ہے جو اس کی تہذیب کا  
سرچشمہ ہے اور جسے ہم خدا کہتے ہیں۔

[illegible]

المجلد الثاني

وہیں جہانم اندیش کی وہی فطرت ہے جس میں یہ عقائد نے نشا و گو پیدا  
کر رکھا ہے کہ اس میں دو تمام صفتیں ہیں کہ ان کو مجاہد بھی نہ خود کوئی  
محبت کو مضائقہ نہ کر سکتے ہیں :



یہ امر ہی نہیں کہ نیکو کہ تعلیم کا حصہ ہو چکا ہے۔ اور ان دنوں میں کسب و کار  
 میں جو چیزیں ہیں ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں نہیں آتی  
 بہت کم چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں  
 ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ  
 تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے  
 حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں  
 ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔

تعلیم کی طرف سے جو چیزیں ہیں ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ  
 تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے  
 حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں  
 ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔

اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں  
 سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت  
 سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی  
 چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں  
 ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو  
 کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم  
 کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ  
 میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔

۱۔ تعلیم کا حصہ

تعلیم کا حصہ جس کا ایک حصہ تعلیم ہی ہے۔

کسی شخص کی صورت اور اس کی تعلیم کا حصہ جس کا ایک حصہ تعلیم ہی ہے۔  
 تعلیم کا حصہ جس کا ایک حصہ تعلیم ہی ہے۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں  
 ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو  
 کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم  
 کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ  
 میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔

تعلیم کا حصہ جس کا ایک حصہ تعلیم ہی ہے۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں  
 ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو  
 کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم  
 کے حصہ میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ  
 میں ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی چیزیں ہیں جو کہ تعلیم کے حصہ میں ہیں۔

عقل کی جسک نوعیت اور پراخ تر قوت ہے لیکن بالی مادہ صفات میں کو  
 و اس کی قوت شعوری و غیر شعوری طور پر لیکن جو طاقت میں خطا طور پر  
 غائب کر کے ان کی موجودگی کا احساس کرنے لگتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے  
 کہ وہ کسی ضد تصور سے جس سے اس وقت تک محبت نہیں کر سکتی، جب  
 تک کہ وہ اس کی طرف ان تو مہضات میں اس کو منسوب نہ کرے جو صرف  
 مکمل تصور نفس میں موجود ہیں اور جن کی قیاس میں اس کی فطرت کے اندر  
 کی گئی ہے۔ ایسا کرنے کے بعد وہ اپنے خطا اور غیر مکمل تصور نفس سے  
 اس طرح محبت کرتی ہے۔ مگر یہاں وہ بھی اس کا مکمل اور مکمل تصور نفس ہے۔  
 ۴۔ تصور نفس کی محبت کا قطع ضد تصور نفس کی متانگی اور پرستش  
 ہے۔ تصور کی متانگی اور پرستش سے غور کی نظر میں جوتی ہے۔ اور  
 ترجیح دیتی ہے۔

۴۔ تصور نفس غور میں جو یا غلط شعوری کی ساری زندگی کا نتیجہ ہے  
 اور رہا اور غور میں جاتا ہے۔ غور کی کے سارے جذبات و احساسات  
 اور اعمال و افعال اس نصب العین کے تحت پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اس  
 کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کرتی ہے۔ اس کے لیے غور دیتی اور  
 مرقی ہے۔ غور کی کو معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنے نفس میں کو عمل کرنے کے  
 لیے کوئی ضد خیالی یا غیر مکمل تصور سے اس کی طرف متوجہ نہ ہے۔  
 لہذا وہ اپنے نفس میں ہے ایک قانونی عقائد یا عادات عقلی اختیار کرتی ہے۔  
 اور نفس میں بھی جو تو قانونی عقائد یا عادات اور غور میں جاتا ہے۔

وہ خطا جو کہ ہے۔

۵۔ ایک تصور نفس یا ضد نفس میں حیات کو مانتا دیکھا جاتا ہے۔  
 نفس میں کی محبت سے تصور نفس میں کہ وہ عقلی گمراہی یا غلط فہمی  
 اور اس تمام طاقت میں جس میں نفس میں کی محبت میں طاقت کے غور  
 میں رہتا ہے۔ اور تعظیم پیدا کرتی ہے اور لہذا جماعت ایک ریاست کی  
 شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ریاست کی تمام سیاسی، فوجی، اقتصاد اور اخلاقی  
 تعلیمی، سماجی اور مذہبی سرگرمیاں اس نصب العین کے تحت پیدا ہوتی ہیں۔  
 اور عقلی اور پر اور کہ عقلی صورت میں رہتا ہے ہرگز ریاست یا جماعت  
 کا نصب العین بھی جو تو اس کی سرگرمیاں سمجھتی ہوئی ہیں۔ اور غور میں  
 ریاست کے افراد اپنے نفس میں کے نفسیاتی اثرات اور عادات  
 کو رہا کرتے ہیں اور اس طرح نصب العین تبدیل کر کے اندر  
 رہتا ہے۔ آخر تک، جو صورت، انگریزی قومیت، جسکی قومیت امریکی  
 قومیت کے نصب العین میں جو سب خطا ہیں۔

۵۔ جب ایک نصب العین غلط ہو تو چونکہ اس میں تمام اوصاف نفس  
 فی الواقع موجود نہیں ہوتے۔ بلکہ چند اوصاف ہی کے نام کی پروری بنا پر  
 فرض کیے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ اس کے بعد غور کو اس کے نفس کا  
 علم ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی محبت غور میں جاتی ہے اور  
 پھر غور میں خالی ہے۔ جب یہ صورت پیش آتی ہے تو غور کی اپنے غور نے  
 نفس کو اس کی کہنے کے لیے ایک واحد نصب العین کو لیتی ہے۔ اس میں



انسانی نوعیت میں بھی اپنی ہر تخلیق میں حسن کا انداز رکھنے کی خواہش ہوتی ہے۔  
 وہ اس غلط فہمی سے اس کی بہت فتنہ و فساد پاتی ہے۔ گویا ہر فرد کی  
 تربیت کا ایک ذریعہ ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں کارآمد ہے جس سے  
 صحیح فہم پیدا ہو۔ اس تربیت کے تحت کام میں لایا جائے۔ ہرگز  
 کوئی شخص ایسا نہیں جو آسانی سے باطلاتی کا ذریعہ بن جائے۔ میں غلط فہمی  
 اور ساری باتوں سے اس علم کو غافلہ کی بجائے فہم حاصل کرنے کی یہ بھی ہرگز  
 ایک سہولت ہے جو تعلیم کا غور سے جائزہ لے کر ہے۔ اور جس کی طرف معلم  
 کو لانا ضروری ہے۔ وہ ہر فرد کی زندگی میں حسن کا انداز۔ جو شخص اپنے فکر  
 کی تخلیق و آرائش میں کمزوری کے اندر جڑوں کی تربیت میں پختہ وضع قلبی میں  
 اچھا ہوتا ہے۔ اپنی فہم سے ہر فہم سے خود بات چیت میں دیگر کے ساتھ  
 اپنے میل جول اور برتاؤ کے طریقوں میں اور اپنے بھرتے اس کرتے سمجھتے  
 سمجھتے ہوتے اپنی زندگی میں سکونت میں حسن کا انداز کرنا چاہی ہے۔ اور اپنی  
 دوسرے لوگوں سے زیادہ تربیت یافتہ ہے۔

فہم و آسانی کے ان معانی سے اس فہم نہایت ہی اہم نتائج اندر  
 صحیح نظام تعلیم رکتا ہے۔ مثلاً اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے  
 تہذیبی ہے کہ اس علم کے ساتھ غرضی کا فہم کے تصور کا انداز اور تعلیم  
 کے ایک مثبت فہم نہیں کے طور پر دیکھے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو تعلیم  
 کے دل و دماغ پر غلط اور ناقص فہم پیدا ہو جائے گا اور پھر نتیجہ  
 ہو گا کہ اس علم کو ساری زندگی خدا کا شکر چلے گا۔ جیسے کہ ہماری

Library

جس کا کائنات علم و ہر چہ چل رہا ہو۔ وہ فرض کی جاتی آسانی  
 فہم و آسانی میں ہر فرد کے فہم کے انداز اور وہ فہم پیدا  
 ہو گا جو اس کا فہم نہیں ہے۔ پھر ان معانی سے اس فہم  
 کو معلوم ہوتا ہے کہ اس فہم کی جادو سلا یا باقی سلا تعلیم کے  
 وہ اس بات کی توقع نہیں کہ اس علم میں علم کے اصول غلطی کے  
 مطابق عمل کرنے کا فکر پیدا ہو گا۔

یہ سب سے پہلے کا خیال ہے کہ اس فہم و آسانی کے مطابق تعلیم  
 لینے کے معنی میں اس کا فہم۔ مسلمات اور فہم و آسانی اس اسلامی انداز کو  
 نظام تعلیم میں داخل کر دیا جائے۔ جسے اگر فہم و آسانی سے  
 کی قسم اس کا اسلامی نقطہ نظر سے بھی دیکھا جائے تو اس اسلامی انداز میں  
 جب تک نظام تعلیم کے اندر فہم کے فہم کو عملی انداز میں داخل کر دیا جائے  
 اس علم کے دل میں اس فہم کی تربیت کو دیکھ کر اس فہم و آسانی  
 اس وقت تک ناممکن ہے کہ اس علم میں انداز پر عمل کرنا تو ایک طرف  
 انداز و آسانی سے بھی ممکن ہو سکے۔

پھر ایک ذریعہ جو اس فہم و آسانی سے بھی تربیت ہے کہ اس علم کی  
 تربیت اس وقت تک ناممکن ہے کہ جب تک کہ وہ اسے نوعیت کے  
 فہم و آسانی میں اس فہم کے معنی کے فہم کے معنی میں نہ ہونے کے  
 جو فہم کے فہم و آسانی میں اس فہم کے انداز پر عمل کرنا تو ایک طرف  
 اس کے لیے ضروری ہو گا کہ فہم و آسانی کی فہم و آسانی کے فہم و آسانی

پانچ کے تقاضے کسی کی ضروریات کے تحت کسی کی ہر خدمت اور  
 اخلاقیات کے پیش نظر ہر کام اور ہر کام کے خدو سے اکتا کر دے۔  
 اس طرح کے اخلاق کی تربیت اس طرح کے کاموں میں مضبوط بنی ہوئی  
 ہو کہ کسی ضرورت اور اس کے خلاف اس میں نہیں ہر حال کے اخلاق کی تربیت  
 کرے وہ پھر بھی توفیق سے پہنچے کہ جو ہر کام اور ہر کام کے قریب کے کام  
 تمام کام کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک

توفیق ہستی کے ان حقائق کی بنا پر ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک

پانچ کے تقاضے کسی کی ضروریات کے تحت کسی کی ہر خدمت اور  
 اخلاقیات کے پیش نظر ہر کام اور ہر کام کے خدو سے اکتا کر دے۔  
 اس طرح کے اخلاق کی تربیت اس طرح کے کاموں میں مضبوط بنی ہوئی  
 ہو کہ کسی ضرورت اور اس کے خلاف اس میں نہیں ہر حال کے اخلاق کی تربیت  
 کرے وہ پھر بھی توفیق سے پہنچے کہ جو ہر کام اور ہر کام کے قریب کے کام  
 تمام کام کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک

توفیق ہستی کے ان حقائق کی بنا پر ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک  
 توفیق کے قریب ہیں یہ ایک پانچ ہے اس کے سب کے سب کام  
 میں دیکھ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہر کام کے قریب ہیں یہ ایک

وقت میں ہوا۔ عجب یارپ کی تڑپ اسے قبول کرنے کے لیے جھٹھکی ہوئی  
 نظر آتی تھی۔ آنا، جو پہلی نہیں۔

لیکن زندگی کا وہ شعور جو ہمیں اسلام نے دیا ہے، یہاں تک کہ  
 نہایت مختلف ہے۔ اسلام زندگی کے تمام شعبوں پر مبنی ہے۔ یہ  
 نہ صرف اس سے لگا ہوا ہے، نہ کبھی ہے، نہ وہ اس سے الگ نہیں ہو سکتی  
 پھر میں کیا نصیحت پڑی ہے کہ ہم تعلیم کے بارے میں، اور تعلیم کو  
 کریں جو مغربی قوموں کو یہاں تک کہ خدا کی راہ سے انہی کو روکا ہے  
 مغرب کے انہی پر تعلیم کے لیے مذہب اور تعلیم کو ہم تک ایسا ہی زندگی  
 ہے جیسا کہ ہم اسے یہ مذہب اور تعلیم کو خدا کے لئے۔

اگر ہم دیکھیں کہ وقت، نظریہ زندگی، نظریہ حیات، ہماری حیات  
 ہر قوم کا سیاسی نظریہ وہی وہی کا جنور ہے نہ کریں تو حقیقت اس کا  
 اس کا مہرہ بنت ہے ہو جاتی ہے کہ ایک قوم کا مذہب بھی حیات  
 اس کی زندگی کے تمام شعبوں پر حکومت کرتا ہے، اس کا نظام، اس کا  
 نظام سیاست، نظام تعلیم، نظام معاشیات، مزین کیا اس کی زندگی کے  
 تمام اعمال، اس کے وقت کی تسکین پالتے ہیں، وہ ہیں کہ حیات کے لیے  
 میں آتے ہیں، اور ہر اس کی حیات کے لیے وقف رہتے ہیں، سب  
 ایک قوم کا نصیب بھی حیات، ایک ایسے مہرہ کا مقدمہ، اصل کرتا ہے، جو  
 فی الواقع اس کی حیات پر مشتمل ہے، وہی حیات کا مرکز ہوتا ہے۔ یارپ کی  
 نام نہاد سیاسی قومیں اس وقت عمل طور پر جس خدا کو خدا سمجھتی ہیں

وہ سیاست کا خدا نہیں، اگرچہ یارپ کے لوگ اپنا دیاں کے کچھ کہیں ہیں  
 خدا کا نام بھی لیتے ہیں، لیکن وہ اصل اب اس کا یقین اس سے خدا کی  
 اور وہ یہ نہیں چاہتے کہ ان کی عمل زندگی کے کسی حصہ پر اس کا تسلط باقی  
 ہے۔ لہذا انہوں نے اسے زندگی کے ہر شعبہ سے خارج کر دیا ہے۔ اور  
 اب ان کی زندگی کے کسی پہلو کے ساتھ اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ اب  
 جیسا کہ زندگی کے خدا کی بجائے یارپ کی قوام نے اور مسیحوں کو اختیار کر لیا ہے  
 اور وہ ان کے سیاسی نظریات ہیں۔ اس وقت یارپ کی ہر قوم کی سیاسی نظریہ  
 یا مسیحوں تک ہے۔ اب بائبل کے خدا کی حقیقت ان کے نزدیک اس سے  
 زیادہ نہیں کہ وہ ان کے اصل مسیحوں کی سیاسی نظریہ کے خادم کی حیثیت سے  
 رہتے، تاکہ جب ضرورت پڑے۔ یہی حیلہ تھیں جو وہ اس کا نام لے کر اپنے  
 اصل مسیحوں کے اس حیلے مشکلات کو اکٹھا کر رہے۔

ہر قوم، یہاں فلسفہ تعلیم، نظریہ تعلیم اس طرح بناتی ہے کہ وہ  
 نظریہ تعلیم نظریہ زندگی کے ان کے نظریہ زندگی کے مناسب قدرت کی  
 حیات وہی وہی کا ہو جاتی ہے کہ ایک قوم کا مذہب بھی حیات  
 کو روکا کر کے۔ یارپ کے نظریات تعلیم جو مختلف دینی قومیں ہیں، وہ مسیح  
 کو روکا کر کے، یہ مسیح میں آتے ہیں، اور اسے نظریہ زندگی کے ساتھ  
 کوئی نہایت نہیں رکھتے جس طرح ان کے نظریات زندگی غلط ہیں، اس  
 طرح ان کے نظریات تعلیم بھی غلط ہیں۔ خودی کا نظریہ حیات بلند تر ہے  
 صحیح نظریہ حیات، ان کے ذہن میں نہیں آ سکتا، جو کہ حق تعالیٰ کی



قوم پیدا کریں گے جو اقوام عالم کو، سب سے اوپر ترقی کا راستہ دکھ سکے گی۔  
 تعلیم بذاتِ خود اور بھی سچ ہے نہ بُری۔ بلکہ صرف نظریاتِ زندگی  
 تعلیم قلبِ ذہنیت کا [کونسا] وہ نام ہے اور تمام نظریات کی خدمت میں اس کا  
 ایک ہی پرست بھی ہے۔ یہاں خود پرکرتی ہے۔ سب وہ بھی نظریاتِ زندگی  
 کی ادا کرتی ہے تو جتنے سچے ہیں اتنے سچے اور اتنے بھی جاتی ہے اور  
 جب وہ کسی لحاظِ نظریہ زندگی کی ادا کرتی ہے تو بڑے نتائج پیدا کرتی  
 ہے اور بھی بھی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ ہے کہ وہ یہ نہیں سمجھ سکتی  
 اور نظریہ تک جاتی ہے۔ تعلیم اپنے آپ سے یا بڑے نظریہ زندگی کی ادا کرت  
 اس صورت کرتی ہے کہ وہ انسان کو اس کا عقیدہ دیتی ہے اور  
 اعتقاد اور اس قدر سخت کر دیتی ہے کہ وہ ایک جھوٹے ذہنیت یا عقیدہ تک  
 پہنچ جاتا ہے اور انسان کی ساری عقیدت کو غیب کر دیتا ہے۔ پھر اس  
 نظریہ زندگی کی خاطر ہر شے کو قربا دیتا اور جانے دیتا کہ اس کے لیے  
 آسمان ہو جاتا ہے۔ لہذا ان اشخاص کے لیے جو کسی ملک کے تہذیب و  
 تہذیب و عقیدت رکھتے ہوں، انہیں یہ آواز ہے کہ وہ دیکھ کر ان کے ایک  
 گروہ کو سب سے بدل دے کہ وہ دنیا کے بدترین جرائم کا ارتکاب کر رہے  
 ہیں کوئی شرم یا عار نہ محسوس نہ کریں یہ بدترین ملک ایک جماعت کو جس کی  
 کو محبت سے اس طرح سرسبز و سرسبز کر ان کے لیے بدی یا گناہ کا  
 ارتکاب ناممکن ہو جائے سب کو معلوم ہے کہ ہر مریض، انسانی اور اس کے  
 اعتقاد و بات کے ابتدائی مراحل میں ان ملک کے لوگ جدید و ترقی پزیر

یہ کم تر متفقہ نظر لیکن رفتہ رفتہ تعلیم کے بارے میں ان کی ذہنیات کو  
 جس کا یہاں وہ ایک گڑبگڑ ہے، ان کی ذہنیت کو سچے طور پر ان کی ذہنیت کی غور  
 شانہ اثر نہیں کر سکتا ہے۔ ان کی ذہنیت کو سچے طور پر  
 جس قدر ان کو اس کا مفہم ہے کہ وہ انسانی ذہنیت کی پرست اور  
 تعلیم کی پرست ہے اس کو اس لیے اپنے کام میں ان کی کہ شرف و فخر اور  
 عہد کی قوتوں کو ان کے زیادہ فروغ حاصل ہوتا ہے اور بھی گناہ  
 حیات کے ساتھ ان کے شرف و فخر کا مفہم ان کے تعلیم کا ایک خوب اندازہ  
 محبت و دوستی کے جذبہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے دنیا کو خدا اور  
 جنگ و جدال سے بچنے کے لیے ان کی ذہنیت کی کو محبت میں دیتا ہے۔  
 جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ تعلیم کے ساتھ ان کی ذہنیت کو سچے طور پر  
 کی طرف ہے۔ جب میں تو یہاں ان کے لیے ہے کہ اس میں ان کی ذہنیت کے ساتھ  
 محبت میں ان کے دنیا کی ہی سچے طور پر اس کی صورت یہ ہے کہ ہم  
 اپنے تمام تعلیم کو اس میں دیتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ان کی ذہنیت  
 زندگی کی عقیدت اور عقیدت اور اس کی وجہ سے ان کی ذہنیت کا مفہم یہ ہے۔  
 جب تک کہ اس نظامِ تعلیم کی صورت میں ان کی ذہنیت کے قائل نہ ہوں  
 تاہم اس کے لیے اس کی طرف ان کو اس کا کامیابی سے دعوت دے سکیں۔  
 اسلامی عقیدت خود کی نظریات کے ساتھ ان کی ذہنیت کو سچے طور پر  
 تعلیم کا طریقہ [تعلیم] میں اور ان کی ذہنیت کے ساتھ ان کی ذہنیت کا  
 اور تعلیم اگر ہم ان کو دنیا کے ساتھ شیک مل رہے ہیں کہ ان











نفاذ تعلیم ہی بڑا پھر جب تک یہی قوم کے خدا کوئی فی پائی جو ایک نئے  
 نظریہ زندگی پر اعتقاد رکھتی ہے اور اعتقاد پارٹی کو شکست دے کر اندہانی  
 و غلبہ بیاگرتی ہے تو ہر سببا اعتقاد مانے کے بعد اس کا پہلا کام ہونا  
 ہے کہ وہ ملک کے نظام تعلیم کو بدل دیتی ہے۔ جگہ موسیقی اور لٹریچر کے  
 پرانے ہوئے عقائدات کے بعد ہی ہوا۔ قاجاق قوم یا فارغ پادری پر انھوں  
 نے کچھ نہ کر جب تک مغربی قوم یا مغربی پادری اپنے عقائدات پر ایسی  
 ہوتی ہے اس کی کچھ کمال نہیں ہوتا۔ بلکہ بروقت شکست میں بدل سکتی  
 ہے۔ یہ واقعات فطرت انسانی کے ہیں معاشی کا پتہ دیتے ہیں اس کی کچھ  
 ہی میں سوچنا چاہیے کہ متعدد ان کے خلاف ہماری آبادی کی ہم اس کا  
 ایک تجربہ پاکستان کی صورت میں خاص میں ہوا تھا مگر طور پر کیا یہ ہو گئی  
 ہے یا نہیں اور یہ ہے جس خدا کا یہ سبب کس کا حاصل ہوتی ہے وہ کائنات  
 جو کائنات ہے یا نہیں۔ اور ترقی دہریہ جواب یہ ہے کہ اس ہم کی کامیابی ہنوز  
 کہا نہیں ہوئی اور میرے خدا کے سامنے اس سبب کس کا حاصل ہوتی ہے اور کس  
 ہی کم ہے اور بروقت شکست میں بدل سکتی ہے۔

پھر تعلیم ہی اس کو خود کو نفاذ کی نسبت جو تعلیم جس نے غلبہ بھیجی  
 تعلیم کا مقصد وہ ہے جس کی نسبت اس کے لیے تعلیم میں ہوتی ہے ایک خاص نظام  
 کو تسلیم نہ کرے اس میں موجود ہوتی ہے۔ اس نسبت کی اعتقاد  
 مختلف ہے۔ اس میں یا معلوم اس کی ذہانت کی نسبت کے مختلف ہوتی ہے۔  
 میں خدا کی ظہور زیادہ نہیں اور ہر قسم ہوتا ہے اس خدا اور اپنے عقائد

ہے۔ اور وہ تعلیم کی نسبت کو تسلیم ہے۔ یہی سبب ہے کہ مذہبی لوگوں کے  
 جذبات زیادہ تر خود ترقی ہوتے ہیں۔ یہ کائنات کی نسبت کی نسبت اعتقاد  
 ہے۔ اس کا اس اعتقاد ہے کہ ایک عقائد کے لیے وہ کس کی دونوں عقائد  
 ہوا اس کی نسبت مذہب بلکہ اس سے متناقص اور مختلف ہے۔ اس کی نسبت  
 اس کی نسبت ہے کہ وہ ہم جو مانے کا خدا کی نسبت کے اعتقاد میں ترقی  
 خود کی نسبت ایک سے زیادہ عقائدات کے دونوں عقائد ہوتی ہے۔ اور  
 اعتقاد کی نسبت کمال کمال اس میں ہوا ہے جو ترقی کو ترقی اور نسبت  
 نسبت کی نسبت اس کے لیے یا مانے ہو تا ہے کہ نسبت و نسبت ایک عقائد  
 خود کی نسبت کا مرکز بن جاتا ہے اس عقائد کی نسبت ترقی کرتی ہوتی ہے  
 اور اس کے ساتھ ہی اس نسبت سے دوسرے عقائدات کی نسبت اس کو  
 جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی نسبت اس کے اعتقاد کے ہوتی ہے۔ اور  
 عقائدات کی نسبت مستجاب ہوتی ہے۔ جب یہ صورت پیدا ہوتی ہے تو  
 انسان کو ایک تربیت یافتہ عقائد اور عقائدات حاصل ہوتا ہے۔

پھر تعلیم کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس میں نظریہ زندگی کے نسبت  
 وہ جو وہ اس کا ہے اس کی نسبت و نسبت اس کے اپنے عقائد اور دوسرے عقائد  
 عقائدات کی نسبت کو کچھ عقائدات تعلیمی عقائد کے پہلو میں۔ ایک کس  
 عقائدات کی نسبت کو ترقی دینا اور دوسرے اس کے عقائدات عقائدات کی  
 نسبت کو تسلیم کرنا اور یہ دونوں پہلو ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اور ایک دوسرے  
 کے ساتھ انہماک اور عقائد میں مل جاتا ہے اس کا کوئی عقائدات اس کو دوسرے عقائدات



کو کسی ایسے سے ایسی غلط فہم تک نہ پہنچے جس سے شاید وہ مضرت بردار ہو جائے۔  
 رائے کے متعلق بعض مطلق قیام کے تصور پر پکڑنا اسے اس طریق پر بھی نہیں  
 پس کہ یہ تو وہی انسان کی ذہنی نشوونما کو روک دینے والی غلطی ہے جس کو  
 غلطی کی نشوونما نے گہور پرستار کر رکھی ہے لیکن اصل بات یہ ہے  
 کہ ہر فرد متفکر ہونے لگے گا تاں ہی اس وقت تک ایسا ہے جب تک کہ وہ اپنی  
 فطرت کی وجہ سے غلط فہمی کے لیے جس قدر کہانت کا سرمایہ ہی ہے وہ نہیں  
 جانے لگتا کہ اس کے قوی غلبہ میں کوئی غلطی کرنے والی ہے۔  
 کوئی ہی نہیں اور یہی بات یہ ہے کہ اس وقت تک ہر قوم غور و جستجو  
 فیصلہ پر حیات کی روش سے آزاد ہو جائے گا ورنہ وہ اپنے ہی غلط فہمی پر  
 جم جاتی ہے۔ اس سے اس کا دستہ ہرگز ہٹا دیا جائے۔ یہ کہ جب تک  
 کوئی غلط فہمی غلبہ پر غلبہ کو نہیں پہنچتا اور نہیں جانتا کہ وہ کس  
 سمت کی ہے نہ وہاں پہنچ سکتا ہے اس وقت تک اگر وہ چلتے چلتے کسی  
 کارٹ سے ٹھکرا کر وہاں یا بائیں طرف مڑ جائے یا الٹے سمت میں  
 چلتے ٹھک جائے تو اسے شکایت کا حق نہیں پہنچتا اور نہ اس کے طریق  
 کوئی شکایت پیدا ہی ہوتی ہے۔

تاں قوموں سے آزاد وہ جمہوریت اور ان کی کا نام لینے والی قوم ہونا  
 ہے لیکن آج امریکہ کو معلوم ہو گیا ہے کہ جمہوریت کا تصور اس کے غلبہ  
 حیات کا خلاف ہے۔ لہذا آج امریکہ جمہوریت اور ان کی قوموں کے خلاف  
 کے تصور کا ثابت ہو جائے گا کہ وہ اشتراکی فکر کے ساتھ جمہوریت رکھنے

جس جو ہر تھا کر رہی ہے وہ دنیا کے سامنے ہے۔ میرا اثر ہے لاسکی  
 (Harold J. Laski) کی کتاب ہے کہ اگر جمہوریت سراسر ایک غلط  
 کو یہ رائے غلطی کے نام سے ثابت ہو کر اشتراکی فکر کو بے دخل  
 (Laski) کے نام سے دیا جائے گا تو اس سے دور اصل دونوں کے اصل  
 مفقود ہے۔

دب آئنسٹائن (Einstein) جرمنی سے ہوا کہ اگر امریکہ آقاوار کے  
 کے نام نہ ہو جمہوریت و مساوات کی کچھ مستند شخصوں پر اگر وہ اگر غلط  
 کی جرمنی میں مائٹس، ان کی کو بھی آزادی حاصل نہیں۔ لیکن اب وہی  
 آئنسٹائن سے چھ اشتراکیت فزاری کے الزام میں امریکی حکومت کے زیر  
 حباب ہے۔ گوشت فزاری کے حینہ میں امریکی حکومت نے ٹاکٹر بائس  
 (Dr. Bais) ایک فلسفہ امریکی فلسفہ کے تحت سے اس میں پکڑ کر  
 وہ مرکز ہوتے ہیں امریکا کے (Press Information Centre of U.S.A.)  
 کا صدر ہے کہ اسے امریکا کے وسط میں حکومت غلطی ہے  
 ایک امریکی غلط فہمی کا کہ ایک مینی شاعر کو اس بنا پر حکومت نے ان کی جوت  
 نہیں دے گا۔ اشتراکی نہیں ہیں (British Peace Committee)

کہ ایک جمہوریت میں جمہوریت کے خلاف ہے۔ جمہوریت کے خلاف  
 سے بہت حد تک غلط فہمی کا ہے جس کو قوم شرقی میں۔ جمہوریت مغرب میں  
 (جمہوریت کے خلاف) وہ نہیں کہ سکتی۔ دنیا کی کوئی قوم اپنے غلبہ  
 حیات کے خلاف کوئی اقدام کر سکتی اور نہ اس کی طرف





عادی ہوں گے جس میں سے آج ہم کی صحت اور تندرستی کے قوانین پر  
عادی ہیں۔ پھر وہ شخص جو ایک جمعہ رات میں قومی، سماج و مست  
(National imperialism) یا مادہ کی طاقتوں (Dialectical  
(Materialism) کے حق میں تقریر کرے گا۔ جس میں ایسی باتوں کا  
چشمے کوئی شخص شریک نہ ہو، خود بخود ہی ہمارے سامنے آئے گا۔  
اگر اسے قید خانہ میں بھیج دیا جائے گا تو اس کی کوجب ہمیں ہوگا۔

یہ مطالبہ نہیں کہ ہم غائب علم کی تمام غیر اسلامی دنیا کی تقاضات سے  
باطل تقاضات کی مخالفت طلب علم  
کی تربیت کے لیے ضروری ہے۔  
کے اندر اس کی تربیت کریں۔  
طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی موجودہ تربیت کے ایک حصہ پر پختہ  
کے دلچسپ اور نئے تقاضات سے غفلت پیدا کرے۔ لیکن یہ اس وقت  
ہونا چاہیے جب اس کے اپنے نصب العین کی محبت اور اس کی ذہنی قوتیں  
اس حد تک ترقی کر چکی ہوں کہ وہ اپنا تقاضات کو غفلت سے نہ سمجھ سکے  
کے۔ اور پھر دستہ آگاہیہ کہ طالب علم کو ایک وہ تقاضات کا احساس  
کرنے کے بعد تک کہ وہ مستحضر کرنے میں اس کی مدد کرے۔ جس میں  
تفہیم و تنقید اور علم و ادراک کی قوتوں کی بنیادی سسٹم کرے کہ  
وہ خود بخود اپنے تقاضات کو بڑے تقاضات سے تفریق کر سکے۔ جس میں  
میں اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ تقاضات سے اس کے اپنے تقاضات  
کو تقبیل نہ دیتے۔ بلکہ اس کا اعتقاد اور منہ پر اور حکم ہو جائے۔

www.azharululoom.org

اگر اپنے نصب العین سے پیدا ہونے والے تقاضات کے خلاف  
باقی تمام نصب العینوں سے پیدا ہونے والے تقاضات کو آکر کو گھیرے گا  
کر دیں۔ تو طالب علم کی ذہنی نشوونما کو شک جائے گی اور اس کے اپنے  
نصب العین کا علم میں ترقی نہیں کرے گا اور اس کی تربیت پر ہر اثر  
پرشے گا۔ صداقت کا علم بھی متاثر ہو جائے گا اور وہ اس میں ہر جہت کا  
اس وقت ہوتا ہے۔ جب ہم صداقت کو دروغ کے مقابلہ پر لائیں۔  
اگر ہم تاریکی سے ناکشہ ہمارے تو روشنی ہمارے ہے ایک بے حسنی  
ہوئی اس دنیا میں حق و باطل کی آیزش ہو چکی ہو جو ہے اور اس  
چاہیے کہ ہم اپنے وجود کو دونوں میں تفریق کرنے اور حق کو اپنے  
باطل کو ترک کرنے کی لڑائی دہنائی کریں۔

ہم میں سے بعض مصلحت کہنے والے خواہیں جب اپنی قومی سیرت کی  
سیرت قومی کے  
تقاضا کا علم  
کی محبت ہم اپنی حیوانی یا جنتی خواہشات کی خاطر قومی ملی یا  
نصب العین سے نہ نظر انداز کرنے کے لیے بہت جلد آمادہ ہو جاتے  
ہیں۔ یہاں پر دوسری قوتوں کی محبت ہم میں غلام و شہوت خواہ دوست  
قوتوں میں بہت حد تک عدم محبت کا نشانہ بہت، شہوت، حرص  
اور خفا کی بنیاد پر تعداد پادہ ہے۔ اگرچہ یہ خصوصیت حال  
دوسرے ملک ہے لیکن ہمیں نا امید یا پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہیں

اس لیے کہ یہ سب ایک ہی بات کی علامتیں ہیں اور ان کا اطلاق آسمان  
 پہنچنے والی نفسیاتی کی نسبت کو اطلاق ہے اور اس کا سبب یہ ہے  
 کہ اخلاقی کی وجہ سے یہ حقیقی وزارت اپنی قوم کی تعلیم پر توجہ دیتی ہے  
 صلاحیت نہیں کہنے کے لیے کہ اس کی تعلیم و تربیت غلط ہو رہی ہے  
 اس اخلاقی تعلیم و تربیت کی وجہ سے ہماری قوم کے اندر سچے اور سچے  
 ان کے اپنے نفسیاتی کی نسبت کی نسبت اور سر پرستی کیوں  
 کی نسبت پر روشنی پڑی رہی ہے۔

انگریز کا نظام تعلیم ہم سے دوسری اسلامی تعلیمات کو کوڑا کرنا  
 مغربی قومیت کے تعلیمات کی نشو و نما کے لیے ہے۔ اگرچہ وہ اسلامی  
 اخلاقیات کی نسبت کو اپنی ملت نہیں سمجھتا بلکہ اس کو اپنے  
 کوڑا کرنا ہے اور اگرچہ وہ مغربی تعلیمات کی نسبت کو اپنی ملت کے  
 نہیں کہہ سکتا بلکہ اس کو کہہ سکتا ہے کہ یہ ہے۔ اب ہم تو چاہتے  
 مسلمان اور چھریں اور ان کی کچھ مغربی قومیت پرست۔ نتیجہ یہ ہے کہ  
 ہماری قومی تربیت پر اسلامی تعلیمات پر حیا کے غلبہ سے ہندوؤں یا  
 انگریزوں کی تربیت سے زیادہ زیادہ ہوتی ہوئی ہے۔ اب ان  
 سے جو پرست ہے نا اگرچہ ہندو بھی ہندو اور انگریز بھی انگریز کی تعلیم کے  
 نتیجہ امر ہے چہرہ کیوں ہی کے اور دوسری بات انہیں چھریں ہمارے  
 ان پیدا ہوئی ہے۔ ہندوؤں کے ہاں مغربی قومیت پرستی کے تقاضات  
 انگریز کا نظام تعلیم بدلتا کس طرح نہ سہی کہ اس کا سبب ہونے

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ کہ ہندوؤں کے تعلیمات میں حیا سے مسلمانوں کی کلمہ پڑھنے  
 ان تقاضات کے خلاف ہر موجود نہیں تھا۔

جب دینی کی اوجہیت اس کی طاعت اور اس کا سبب دینی طور  
 معلوم ہو تو اس کا اطلاق آسمان پر ہے۔ نفسیاتی کی نسبت اطلاق  
 ہمارا اصل مرض ہے۔ ہماری اخلاقی کوتاہیاں اس کی طاعت ہیں۔  
 خود و غیر اخلاقی نظام تعلیم اس کا سبب ہے۔ لہذا اس کا علاج  
 اور اسلامی نظام تعلیم ہے۔ اب جب کہ ہم کہہ رہے ہیں اس میں غلطی  
 رکھتے ہیں۔ اب ہم اپنے نظام تعلیم کو بدل کر اپنی قومی تربیت کو  
 بلند کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اس غلطی سے اب بھی غافل رہیں تو اس کا مطلب  
 یہ ہے کہ ہم یہودی اور انبیاست کو سخت اور طاقت پر ترجیح دے رہے ہیں۔

اسلامی نظام تعلیم سے میری مراد یہ ہے کہ اسلامی تعلیم شیعہ میں ہی اسلامی  
 اسلامی نظام تعلیم اسلامی تعلیمات کی تعلیمات کے نام سے  
 ہے کہ مراد ہے ایک چیز کے نام پر جو ہو۔ بلکہ یہ نظام تعلیم  
 خود اسلامی طریقہ تعلیم کا ایک جز ہو جائے کہ تعلیم اسلامی طریقہ زندگی کی  
 تائید اور اعانت کے ساتھ ہو کہ ہو جو چیز میں ہو۔ اسلامی طریقہ  
 انسان و انسانیت پر ہو۔ علم کی تعلیم شیعہ میں ہی ہو کہ ہم احیاء دینی کی  
 اور نفسیاتی تعلیم اس نظر کی نظر میں جائے۔

قرآن نے اسلام کی تعلیم پر کہ ہے کہ وہ انسان کی فطرت ہے اور  
 انسانی فطرت کا کوئی کوئی تعلیم اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک

وہ مادی کائنات کا تقسیم نہ ہو۔ یہی سبب ہے کہ قرآن نے دستور کی  
جے کو وہ کائنات کے سربراہ پر جاری ہے :

قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَمْشِي سَوَاءً فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ -

کہو اس بات پر کہ وہ سوائے اللہ کے کسی اور خدا کو نہ مانو۔ جو ان اور انسان۔ اللہ کے اندر  
کائنات کے میں شیعہ ہیں۔ مادی و حیوان اور انسان۔ اللہ کے اندر

یہ نہیں جانتے ہو جو ہیں۔ لہذا انسان چھوٹے پرانے پر ایک کائنات ہے  
اگر ہم انسان کو بڑی طرح سمجھ لیں تو گویا ہم نے مادی کائنات کو بڑی شے

سمجھ لیا اور انسان اور کائنات میں سے اگر ہم کائنات کو چھوٹی سمجھ  
لے لیں تو پھر انسان کی حقیقت بھی بڑی شے سمجھ لیں کہ میں آج تک

پورا انسان اور کائنات میں سے جس قدر جاری واقفیت ایک کے متعلق  
پڑھنے کی، دوسرے کے متعلق بھی اسی نسبت سے پڑھنے کی، علوم کی تین

شاخیں ہیں گا کر اوپر کیا گیا ہے انسان یا کائنات کے تینوں شعبوں  
کے علوم ہیں۔

کوئی حقیقی علم میں کوئی سہاٹی یا صداقت اسلام کے خلاف نہیں جا  
سکتی۔ کیونکہ اسلام بھی صداقت ہے اور صداقت غیر تقسیم ہے اس کی

ایک سے زیا دہ قسمیں یا ایک سے زیادہ حصے نہیں ہو سکتے۔ حق خدا کی  
صفت میں سے ایک صفت ہے۔ خدا کا ہے۔ لہذا صداقت خود خدا

کا علم ہے۔ اور جو کہ خدا ایک ہے صداقت بھی ایک ہی ہے اس سے  
یہ ثابت ہوا کہ کوئی شخص کافر ہو یا مسلمان کوئی علم صداقت میں نہ آتا

نہیں کر سکتا جو اسلام کی کائنات کو توڑ دے جس کی تائید اسلام میں جو  
یہی سبب ہے کہ مسلمان نے اور مشاطہ کیا تھا :

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلٰتِ الْعَمَلٰتِ يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ أَجْرًا بَٰرِكًا لَا يَزِيدُ فِيْهِ شَيْئًا -  
ان کی بات یہی صداقت میں کی گئی ہے۔ جو بار بار لکھتے ہیں۔

یہ کہیں اس صداقت اور اسلام کی کائنات کی طرف سے کہ نہیں چھوڑ  
ہم صداقت کو کہہ رہے ہیں وہی اس سچے صداقت ہو اور صداقت کو کہہ رہے ہیں

علم کے ترقی پانچ سے دو اور مضبوطی علم اور روشنی ہو رہی ہیں۔ دوسری  
طرف سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اسلام کہہ رہے ہیں وہی اس سچے اسلام ہے جو

قرآن کے نقاب کے باطن میں واقع جاری علم غیبیوں اور غلط فہمیوں کا  
دفعہ ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایک چیز کی علمی صداقت سمجھ لیتے ہیں اور

وہ صداقت نہیں ہوتی اور ایسا بھی اکثر ہوتا ہے کہ ہم اپنی فہم سے  
قرآن کی غلط تفسیر کرتے ہیں اور یہی کائنات کا اسلام ہے جو تقسیم ہے۔

اس قسم کے سببوں سے تقسیم ہونے کی مکمل خبر کے لیے ضروری ہو گا کہ ہم  
علوم کو دوبارہ مدافعت اور اسلامی حقائق کی علوم پر نظر ثانی کر کے

کرنے کی ضرورت ہوگی اور قرآن کی حقائق میں سے سب سے بڑی مدافعت  
کرنے کی ضرورت ہوگی کہ ہم اس کی صحیح تفسیر اور مدافعت پر اسلامی کے علم غلط

پرستہ ہیں سے غیب کے علم کا غیر ہیں۔ چونکہ خصوصیت ان علوم کا غلط  
تفسیر کے علم غلط پرستی کہہ سکتا ہے۔ لہذا ان کی مدافعت تحقیق علم غلط

پر ہوتی ہے۔ میں نے ان کے ساتھ مل کر وہ حقیقتی علوم کو تلاش کیا  
ہے کہ ان کے ساتھ مل کر وہ حقیقتی علوم کو تلاش کیا ہے

کہہ کہ ان علوم میں کسی کا ذکر نہیں کیجئے کی گئی تھی نسبت عام ہے۔ تاہم جب ہم غلبہ کی علوم کی تدوین سے فارغ ہو جائیں تو ہمیں جو نیا قیام علم پر بھی نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہوگی۔ تاکہ وہ جو صحیح اور اسلامی نقطہ نظر سے غلط ہو جائیں۔ جو نیا قیام علم پر نظر ثانی کرتے ہوئے جس نظر آنے لگا کہ اگر مشغولیات پر مبنی قیام کی عمل کی طاقت کو طے علمی بصیرت سے سمجھنے میں گزارنے غلطیاں کی ہیں اور ہم اس قابل ہیں کہ فاضل علمی نقطہ نظر سے ان غلطیوں کا اٹھانہ کر سکیں۔

تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ علوم کی نئی تدوین کے بغیر ہم اس قسم کا اسلامی نظام تعلیم جاری نہیں کر سکتے۔ بلکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اسلامی نظام تعلیم کا اجماع علوم کی نئی تدوین میں حد کے لحاظ سے ہے۔ تاہم اسلامی نظام تعلیم جاری نہیں ہوگا ہمیں علوم کی نئی تدوین کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ اور نہ اس کام میں ضروری مصلحتیں پیدا ہوں گی۔

میرے خیال میں اسلامی نقطہ نظر سے تدوین علوم کی ہم کے آغاز کے دور پر چھادی ہو چکیوں کو فی انفرادی بات کا احاطہ کر چکا ہے کہ تمام علوم جو اس میں پڑھائے جاتے ہیں اسلامی نقطہ نظر کا اٹھانہ کیا گیا ہے اور ہر طالب علم اور استاد کو انہیں اسی نقطہ نظر سے دیکھنے اور پڑھنا اور پڑھانا پڑھنا ہے۔ اس سے ایک حیرت انگیز غلبہ کی غلبہ ہوگا اور قرآن کے متعلق ہمارا جامعہ ہر نقطہ نظر پر آجلی جائے گا

اور ہم قرآن کی ایک نئی نقطہ نظر سے تدوین میں دیکھتے نہیں گئے۔ اس نوعی اسلامی نظام تعلیم میں اسلامیات کی ایک اگلی مضمون کے طور پر دیکھنا ضروری ہوگا۔ لیکن موجودہ نظام تعلیم میں ایک ایسا مضمون کے طور پر اسلامیات کا جو ذرا متعلق پیدا نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس مضمون کے طور پر دیکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے طالب علم کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ اسلام کا علم زیادہ سے زیادہ علم کا ایک ایسا شعبہ ہے جو برصغیر میں نقل پر مبنی ہے اور اس قسم کا علمی علم نہیں جیسا کہ اسے بعض دور سے مضمون کے مطالعہ سے حاصل ہو سکتا ہے اور پھر وہ اپنے اس خیال کا۔ لہذا اپنی عملی زندگی پر بھی کرے گا اور سمجھے گا کہ جب اس کی زندگی کا ایک حصہ ہے اور اس کی ساری زندگی نہیں۔ ظاہر ہے کہ اسلام اور اسلامی زندگی کے متعلق طالب علم کا یہ نقطہ نظر جو ہم سمجھتے ہیں کو یہ نیا قیام کا ایک ایسا مضمون قرار دینے سے پیدا کریں گا اسلامی نقطہ زندگی کی محبت کی نشوونما کے لیے سازگار نہیں ہوگا۔ حالانکہ ہم چاہتے ہیں اور ہم اپنے نظام تعلیم کو اور جامعہ مقصد اور مذہب قرار دیتے ہیں کہ طالب علم کی محبت نہ صرف اللہ و ناس کے بلکہ مشرور و پاکر نقطہ نظر پر ہے۔

اس قسم کا اسلامی نظام تعلیم علمی تحقیق اور انکشاف کے لیے ایک علمی تحقیق کا

نہایت ہی سازگار و ماحول پیدا کرے گا۔ اس کو چاہئے

نقطہ آف

یہ ہے کہ علمی تحقیق کی راہ نئی ہمیشہ مغرب و ماضی سے

ہوتی ہے جن کو ہم اپنے وجدان سے قائم کرتے ہیں۔ ہم ایک مفروضہ کے لحاظ سے اور پھر دیکھتے ہیں کہ یہ عقائد کے ساتھ مطابقت پاتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ ایسا کرے تو ہم اسے سچ سمجھتے ہیں اور پھر مزید عقائد کے انکشاف سے اس کی تصدیق ہوتی چلی جاتی ہے۔ اگر کوئی مفروضہ (hypothesis) علمی عقائد کے ساتھ مطابقت نہ ہو، یا اس میں تضاد ہو، پھر اسے رد کر کے تو ہم اسے غلط سمجھتے ہیں اور دوسرے مفروضہ کی تلاش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمیں ایک ایسا مفروضہ ملے جو آجائے جس کی صحت کے متعلق ہمیں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ جب تک ہمیں ایک مفروضہ نہیں ملتا کہ عقائد کو ایک غلط مفروضہ کی روشنی میں رد نہ کئے ہیں اور ہماری تعلیمی غلط دینی ہے۔ جدید علم طبیعیات کے حقائق ایسے ہی کچھ یا غلط مفروضات پر مبنی ہیں جن کو وہ حقائق عمیق جن کی مدد سے ہم نے سائنس کو خلق کیا ہے اور جن کی صداقت سائنس کے انکشاف سے باہر ثابت کر سکی گئی ہے۔ فوٹون کا نام اور سیک کی (mechanical) نظریہ سائنس بھی ایک ایسا ہی مفروضہ ہے جسے مغرب کے سائنس دانوں نے اپنی حیاتیاتی علوم کی تحقیق کا نقطہ آغاز بنا دیا ہے۔ جو کہ پھر مفروضہ غلط تھا اس سے ان علوم میں مغربی حکما کی تحقیق کے سلسلے میں ترقی پیدا ہو گئی ہے اس کے برعکس اگر ہم اسلامی نظریہ کا خیال کریں کہ ایک مفروضہ کہ اس مفروضہ سے ان علوم میں اپنی تحقیق کا آغاز کریں گے تو ہم کچھ نتائج پہنچیں گے کہ اگر ہماری مفروضہ سچ ہوگا۔ ایک غلط میں اسلامی نظریہ کا خیال ہو

look at library.blogspot.com

ہماری علمی تحقیق کا نقطہ آغاز ہو گا یہ ہے کہ خدا انسان اور کائنات کا خالق ہے اور ایک دعا کے تحت قویٰ کن سے غیر مستقل قوانین کی تخلیق کرتا ہے :

لا یجوز ان تقول لدی -

یہی بات جانتے نہیں

یہ مفروضہ میں علمی تحقیق میں ان غلط فہمیوں سے بچانے کا دوسرا نام ہے۔ اسلامی اجتماعی اور حیاتیاتی علوم میں بالخصوص مغرب کی تحقیق میں غلط فہمیوں کی ہے۔ خودی کا خیال علم کی ابتداء اور اختلا ہے جو کہیم ہی علمی تحقیق کا آغاز نہیں ہے نہیں کرتا۔ وہ کائنات کس اور مفروضہ سے اس کا آغاز کرے گا اور پھر جو کچھ اس کی تخلیق تھی وہ اس کے اس سے اس کی تحقیق کی رہا اور اگر کچھ کچھ بھی بدلنے کی تو پھر بھی ہی رہے گی۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا نظام تعلیم علم میں عقلی لحاظ سے صحیح ہو تو خودی ہے کہ اس کی بنیاد صحیح ہو اور صحیح بنیاد اسلامی نظریہ کا خیال ہے کہ علم کی کوئی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اسلامی نظریہ کا خیال علم سے دور علم کی مختلف شاخیں میں کی مختلف شاخیں ہیں۔ جو نظریہ کا خیال ہمیں سچ ہو گا وہی علم ہو گا اور علم کی مختلف شاخیں میں اس کی کئی نہیں ہوں گی۔

اس لئے میں ہمیں دوسرے سبق لینا چاہیے کہ میں نے نظریہ کا خیال دوسرے خیال، جنہاں نوینات (Dialectical Materialism) کے لحاظ سے دوسری جدی اور پت کو سچ سمجھتے ہیں۔ اس سے انہوں نے اس کا علم اور علم کی تمام

شخص کو اس کی مشائیں قرار دیا ہے۔ وہ توقع رکھتے ہیں کہ علم کے ہر شعبہ پر جو نئے کشفیات ہوں گے وہ فلسفہ جدیدی ماقیات کی تائید کریں گے۔ جب ایسا نہیں ہوتا تو وہ سائنس دانوں پر الزام عائد کرتے ہیں کہ جدید دنیا کے غریب پر اس کا نہیں جتن نہیں، اور اس کا اعتقاد عقائد اس کے کچھ کاموں میں ہوتا ہے۔ لہذا وہ بہت قابلِ اعتراض رکھتے ہیں اور اس کی غور پر کئی اوقات مہوت ہوا ہے۔ ہم سائنس دانوں کو غور پر کرنے کی حد تک تو نہ مانیں کیونکہ ہمیں یقین ہے، اگر کسی وقت ایک سائنس دان کی تحقیقات کے نتائج اسلام کے حق میں نہیں ہوں گے تو وہ دوسرے سائنس دان کی تحقیقات سے بالآخر اس کی کھلی کارآمد ہو جائے گا۔ لیکن ہمیں یہ محسوس کرنا چاہیے کہ علم و حقیقت اسلامی نظریہ کا کائنات کا نام ہے اور اس غلط فہمی سے کائنات کا نام نہیں چھو جاتی ماقیات کا سبب ہے۔ یہ سبب اور ہی تھا تھا ہے وہی نامہ ان کا اصل پر کام میں رہا ہے ہیں:

پہلی صنعت مشق و رواد کو غرض و اند

بہ نسبت عقل و سیرت کی ہیں چو پایا سیرت

دوسری صنعت جدیدی ماقیات کو، چنانچہ تعلیم تعلیم کی اساس قرار دیتے ہیں بلکہ اس فلسفہ کے سکولوں اور کالجوں میں ایک سنگِ محراب کے طور پر بھی پڑھاتے ہیں جو لازمی ہوتا ہے بلکہ وہ ان کوئی شخص اس وقت تک سیرت کی اصل لحاظ نہیں کرتا جس میں ایک ایسا شخص نہ ہو جس کی سیرت شامل ہو کہ کیا سیرت ہو جس میں جوئی ماقیات ایک دوسری مضمون ہے

جو اس پر اور اس مضمون میں ان کا کام ہوتا ہے وہ سارے امتحان میں ان کا کام سمجھا جاتا ہے۔

کتاب (A Text-Book of Marxist Philosophy)

کروں گے کہ اس فلسفہ کے جدیدی ماقیات نے فنِ گرہان کیا ہے اس کے بعض مضمون کتاب کے دوسرے مضمون فلسفہ جدیدی ماقیات کی تعلیم کی ادیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”دوسری جگہ میں کہ ایک شخص کا نظریہ کائنات و سیرت لکھتا ہے اور وہ لوٹ کھسوٹ اور غلبہ شخصیت کی وجہ سے ایک ثابت قوت کے طور پر موجود ہوتا ہے۔ تم ہماری مرض کا شمار اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک اس کی سیاسی اور مضمون جبریہ کے ساتھ ساتھ مادی نظریہ کائنات کا ترمیم نہ کرے اور اس کے مضمون کوئی دوسرا نظریہ کائنات ہم دیکھتا ہے، وہ مضمون کا انحصار ہے، انہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر کیا ایک فلسفہ ہے، اور اس کے پاس کا ایک نظریہ کائنات ہوتا ہے جو ہر چیز کو دیکھنے کے بعد نہیں دیکھتا ہے۔ ایک دوسری چیز سیرت (Character) کے ساتھ مضمون ہے کہ مضمون لکھتا ہے کہ ایک انسان کے بارے میں اہم ترین چیز اس کا نظریہ کائنات ہے۔ تاریخ میں کوئی بڑی تحریک ایسی جاتی نہیں ہوتی جو ایک فلسفہ یا فکری مضمون کے علمائے نظریات کائنات کے وجود میں آئے اور اس کے تعلیم کے نتائج کے وجود میں آئے اور اس کے بعد ہوتا ہے۔ کوئی شخص فلسفہ کے بغیر زندگی نہیں دیکھتا۔ جو شخص لکھتا ہے کہ وہ فلسفی نہیں وہ وہ حقیقت ایک

AF-344

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

بہا نعلی نہیں۔

ہیں نقطہ نظر میں اسلامی نظریہ کائنات کے تخلیق انشائیہ کا  
الحمد للہ الذی ہدانا لهذا وھذا لہ تمنا بعد الخوات

AF-344

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفر نامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)